مولانا محمد عبدالحق چوہان رحمہ اللہ

حادثۂ کربلا

حادثۂ کربلا ایک ایسا واقعۂ فاجعہ ہے کہ جس میں مرکزی شخصیت سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات ہے۔ بنات طاہرات کی نسبت سے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد کیساتھ امت کو جو محبت و عقیدت ہے، وُہ روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہے۔ دجل و تلبیس صفت سبائی راویوں نے اس محبت و عقیدت کی شراب شیرین میں تحریک سبائیہ کے زہریلے جراثیم کی آمیزش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور ہر سال اس دل دوز واقعہ کی یاد جس نوعیت کے ساتھ منائی جاتی ہے۔ اور خصوصی مجالس میں ذاکرین جس انداز میں ذکر حسین بیان کرتے ہیں، اس سے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ جگر گوشۂ بتول کی شہادت کے زمانہ ہی سے یہ یوم منایا جا رہا ہے۔ حالانکہ یہ تاثر تاریخی حقیقت کے اعتبار سے بالکل ہی غلط ہے۔ بلکہ چوتھی صدی ہجری میں ماہی گیروں کے خاندان سے تعلق رکھنے والے آل بویہ میں سے معزالدولہ نے عشرہ کو ماتم منانے کی رسم کو ایجاد کیا ہے۔ صحیح تاریخی روایات سے اس حادثۂ فاجعہ کی جو صحیح صورت اخذ کی جا سکتی ہے وہ یہ ہے لیکن تحریر واقعہ سے قبل اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ حضرت حسین کی ذات ستودہ صفات تمام فضائل و مناقب کی مرکز و مرجع ہے۔ آپ کی فضیلت کے متعلق تمام کتب احادیث اور خصوصاً صحاح ستہ میں کئی احادیث منقول و مروی ہیں۔ نبوت کے بعد سب سے بڑی فضیلت صحابیت کے درجۂ رفیعہ پر آپ فائز ہیں اور نسبی شرافت کے اعتبار سے آپ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آپ کیلئے جنت کی بشارت بھی ہے۔ اور یزید ان تمام فضائل و خصوصیات سے تہی دامن ہے۔ اور شخصی فضیلت کے لحاظ سے حضرت حسین کیساتھ اسے کیا نسبت دی جا سکتی ہے؟

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جب یزید خلیفہ متعین ہو گیا اور شہروں میں اس کی خلافت پر بیعت ہوئی تو حسینؓ نے اسکی بیعت سے تخلف اختیار کیا۔ اور آپ مدینہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ کوفہ کے سبائیوں، کو جب اس صورت حال کا علم ہوا تو پھر وہ امت کے درمیان تفریق و انتشار پیدا کرنے کیلئے اپنی سازشی ریشہ دوانیوں میں مصروف ہو گئے۔ اور اپنی مطلب بر آری کیلئے انہوں نے سید نا حضرت حسین کی ذات کا انتخاب کیا۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ سب سے پہلے سلیمان بن صرد اور حبیب بن مظاہر نے عبداللہ بن سبا ہمدانی کے ذریعے اپنے خطوط حضرت حسین کی طرف روانہ کیے اور ۱۰ رمضان کو یہ خطوط آپ کو موصول ہوئے پھر تسلسل کے ساتھ سبائیوں نے آپ کے پاس خطوط روانہ کیے ان خطوط کی وصولی کے بعد تیسرے دن آپ کو تین آدمیوں کے ذریعہ سبائیوں کے ۵۳ خطوط موصول ہوئے اور پھر تین دن کے بعد

ہانی بن ہانی اور سعید بن عبداللہ آپ کے پاس آ گئے کوفیوں کی طرف سے اس کثرت سے خطوط آپ کے پاس وارد ہوئے کہ ان خطوط کا انبار لگ گیا۔ اور ۶۰ آدمیوں پر مشتمل کوفے کی طرف سے ایک قافلہ آپ کے پاس آ گیا۔ ان لوگوں نے خطوط کے ذریعے اور زبانی طور پر حضرت حسینؓ کو یقین دلایا کہ عراق اموی خلافت کے خلاف پورے طور پر منظم ہے اور آپ جس وقت تشریف لائیں گے تو ہم والیٔ کوفہ نعمان بن بشیر کو نکال دیں گے۔ حضرت حسینؓ کو ان کی بات پر یقین آ گیا اور آپ نے یہ سمجھا کہ عراق ابھی تک یزید کی بیعت سے دست کش ہے اور یزید کو تسلط حاصل نہیں ہوا۔ اور اس کی خلافت تا ہنوز منعقد نہیں ہوئی۔ اور آپ نے مزید اطمینان حاصل کرنے کیلئے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیل کو کوفہ کی طرف روانہ کیا تا کہ حالات کا جائزہ لیکر آپ کو صحیح صورتحال سے مطلع کریں۔ جب حضرت مسلم بن عقیل کوفے پہنچے تو حضرت حسینؓ کے لئے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنیوالوں کی تعداد ۱۸ ہزار تک پہنچ گئی حضرت مسلم بن عقیل نے آپؓ کو ان حالات سے آگاہ کیا۔ ان حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپؓ کوفہ جانے کیلئے تیار ہو گئے اور جب یزید کو ان واقعات کا علم ہوا تو اس نے کوفے بھی بصرہ کے عامل عبید اللہ بن زیاد کی تحویل میں دے دیا۔ عبید اللہ کے آنے پر وہ ۱۸ ہزار غدار سبائی مسلم بن عقیل سے جدا ہو گئے اور آپ کو اکیلا چھوڑ گئے۔ اور عبید اللہ نے آپؓ کو کس مپرسی کے عالم میں شہید کر دیا۔ حضرت حسینؓ کے بہی خواہ حضرات مثلاً عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو جب آپ کے کوفہ جانے کے ارادہ کی خبر ملی تو انہوں نے آپؓ کو اس اقدام سے روکا اور حضرت عبداللہ بن جعفر نے تو اسقدر کوشش کی کہ والیٔ مکہ عمرو بن سعیدؓ سے آپؓ کے نام ایک خط لکھوایا اور وہ خط لیکر عمرو بن سعید کے بھائی یحییٰ بن سعید کے ہمراہ آپؓ کے پاس گئے اور آپؓ کو روکنے کی کوشش کی لیکن یہ تمام تر مساعی تقدیر ایزدی کے باعث بے نتیجہ ثابت ہوئیں حضرت حسینؓ کا یہ اجتہاد تھا کہ یزید کی خلافت ابھی تک متحقق نہیں ہوئی اور تاہنوز مسلمانوں کو اس کی امارت پر اتفاق نہیں ہو سکا اہل کوفہ کے وفود اور خطوط نے ان کے موقف کو مزید تقویت پہنچائی۔ اور ان کو اس بات پر پورا یقین تھا کہ ان کی ذات پر ملت اسلامیہ مجتمع ہو جائے گی اسی مؤقف کی بنیاد پر آپ نے کوفہ کا سفر اختیار کیا لیکن جب وہاں پہنچے اور صورتحال کا مشاہدہ کیا اور ان لوگوں کو بھی لشکر مقابل میں دیکھا تو جنہوں نے آپ کو خطوط لکھ کر بلایا تھا تو آپؓ کو ان کی غداری معلوم ہو گئی۔ اور اس بات کا یقین ہو گیا کہ یزید کی خلافت پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ اسلیئے آپؓ نے امیر لشکر عمرو بن سعد کے سامنے اپنی یہ تین شرطیں پیش کیں (۱) یا تو وہ ان جگہ واپس چلے جائیں جہاں سے وہ آئے ہیں (۲) یا سرحدات میں سے کسی سرحد کی طرف چلے جائیں اور عام مسلمانوں میں سے ایک ہوں گے اور ان کے نفع و نقصان میں برابر کے شریک ہوں گے۔ (۳) یا یہ کہ یزید کے پاس جائیں اور اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے دیں اور خود ہی اپنے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے حضرت حسینؓ کی اس پیش کش سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے پہلے موقف سے رجوع فرما لیا کیونکہ آپ کی نصب دینی اور استقامت سے یہ بات بعید اور خارج از امکان ہے کہ آپ جس مؤقف کی بنا پر یہاں تشریف لائے تھے پھر اسی پر قائم ہوتے ہوئے واپس تشریف لے جائیں کیونکہ سرحد پر وہی لوگ مشغول جہاد تھے جنہوں نے یزید کی امارت کو تسلیم کر لیا تھا۔ لیکن عبید اللہ بن زیاد اور شمر کی بدبختی کی وجہ سے آپؓ واپس نہ ہو سکے اور کربلا کا حادثہ فاجعہ امت کو پیش آیا۔ ان للہ الیہ راجعون۔